فناءِ نار کا عقیدہ

اور

امام ابن تیمیہؒ اور امام ابن قیمؒ کا موقف

ایک غلط فہمی کا ازالہ

حافظ محمد ارشد بن بشیر احمد عمری ☆

مسئلہ کی وضاحت

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ جنت وجہنم ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے' انہیں فنا لاحق نہ ہو گی۔ قرآن وحدیث میں اس کے لیے بے شمار دلائل ہیں اور سلف صالحین کا اجماع اسی پر ہے اور کسی سے اس باب میں اختلاف ثابت نہیں۔ اور جو روایتیں یا صحابہؓ کے اقوال اس کے خلاف مروی ہیں وہ پرلے درجے کی ضعیف روایات و اقوال ہیں جن پر اعتبار کرنا صحیح نہیں۔ چند آیاتِ قرآنیہ ملاحظہ ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴾ (المائدة)

''وہ چاہیں گے کہ دوزخ سے نکل جائیں لیکن ہرگز اس سے نہ نکل سکیں گے' اور ان کے لیے دوامی عذاب ہے۔'' (یہ آیت کافروں کے حق میں ہے)۔

(۲) ﴿لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴾ (الزخرف)

''یہ عذاب کبھی بھی ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اسی میں مایوس پڑے رہیں گے۔''

(۳) ﴿فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴾ (النبا)

☆ متعلم' الجامعة الاسلامية المدينة المنورة۔

''اب تم (اپنے کیے کا) مزہ چکھو' ہم تمہارا عذاب ہی بڑھاتے رہیں گے۔''

(٤) ﴿فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ﴾ (البیّنة:٦)

''سب دوزخ کی آگ میں (جائیں گے) جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔''

(٥) ﴿وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ ﴾ (البقرة)

''اور یہ ہرگز جہنم سے نہ نکلیں گے۔''

(٦) ﴿وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ؕ﴾ (الاعراف:٤٠)

''اور وہ لوگ کبھی جنت میں نہ جائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے کے اندر سے نہ چلا جائے۔''

(٧) ﴿لَا یُقْضٰی عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ﴾ (فاطر:٣٦)

''نہ ان کی قضا ہی آئے گی کہ مر ہی جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا۔''

(٨) ﴿اِنَّ عَذَابَهَا کَانَ غَرَامًا﴾ (الفرقان)

''یقیناً دوزخ کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔''

اس باب میں بے شمار احادیث ہیں۔ تفصیل کے لیے شرح عقیدۂ طحاویہ[1] دیکھیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے

ایک طالب حق جب امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی لکھی ہوئی موجودہ کتب میں غور کرے گا تو یقیناً وہ پائے گا کہ ابن تیمیہؒ فناءِ نار کے قائل نہیں' بلکہ وہ دوامِ نار کے قائل ہیں۔ آپ سلف صالحین سے اس عقیدہ پر اجماع نقل کرتے ہیں' جیسا کہ جنت اور عرش کے متعلق آپ نے ابدیت کا اجماع نقل کیا ہے' اور فناءِ نار کے قائلین کو بدعتی قرار دیتے ہیں۔ یہاں ہم اُن کے چند اقوال بیان کر دیتے ہیں تاکہ آپ کی جہتِ نظر واضح ہو۔

(١) ''فتاویٰ'' میں مذکور ہے کہ آپ سے حدیث انس بن مالکؓ کے متعلق پوچھا گیا۔

حدیث ہے:

عن انس بن مالك عن النبی ﷺ انه قال: ((سبعة لا تموت ولا تفنی ولا تذوق الفناء: النار وسكانها واللوح والقلم والكرسی والعرش))

پوچھا گیا کہ کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

هذا الخبر بهذا اللفظ ليس من كلام النبی ﷺ وانما هو من كلام

بعض العلماء وقد اتفق سلف الامة وائمها وسائر اهل السنة والجماعة على ان من المخلوقات ما لا يعدم ولا يفنى بالكلية كالجنة والنار والعرش وغير ذلك' ولم يقل بفناء جميع المخلوقات الا طائفة من اهل الكلام المبتدعين' كالجهم بن صفوان ومن وافقه من المعتزلة ونحوهم وهذا قول باطل يخالف كتاب الله وسنة رسوله واجماع السلف وائمتها كما في ذلك من الدلالة على بقاء الجنة واهلها' وبقاء غير ذلك مما لا تفسح هذه الورقة لذكره..... (۲)

''مختصر یہ کہ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ پیارے نبی ﷺ سے صحیح سند سے ثابت نہیں' یہ بعض علماء کا قول ہے۔ سارے سلف صالحین' ائمہ کرام اور سارے اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ اتفاق ہے کہ اللہ کی کچھ مخلوقات ایسی بھی ہیں جو کبھی فنا و ہلاک نہیں ہوں گی' جیسے جنت و جہنم اور عرش وغیرہ ۔ کائنات میں کسی نے ان کے فنا ہونے کا ذکر نہیں کیا سوائے بعض بدعتی فرقوں کے' جیسے جہمیہ اور معتزلہ وغیرہ۔ یہ قول باطل ہے' کتاب وسنت اور اجماع سلف کے مخالف ہے' کیونکہ بقاءِ اہل جنت اور دوامِ جنت اور دیگر مذکورہ مخلوقات کے سلسلہ میں بے شمار دلائل موجود ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔''

(۲) ابن تیمیہؒ نے ''ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی'' کی تفسیر کے ضمن میں بیان کیا کہ کفار و مشرکین ہمیشہ ہمیشہ نارِ جہنم میں رہیں گے۔ (۳)

اس سے دکتور احمد عطیہ غامدی اور دکتور علی ناصر الفقیہی نے استدلال کیا اور کہا کہ:

فهذا كلام صريح في ان النار لا تفنى كالجنة وان الكفار مخلدون فيها فهل يمكن ان يقال : ان شيخ الاسلام ابن تيمية نقل هذا الاجماع عن سلف الامة ثم بعد ذلك يناقضه؟ لا يظن لشيخ الاسلام ذلك قطعاً

یعنی ابن تیمیہؒ کی شخصیت اور ان کے منہج وعقائد پر عبور رکھنے والوں کا خیال یہ ہے کہ ''یہاں بات بالکل واضح ہے کہ جہنم جنت ہی کی طرح لافانی ہے اور کفار ہمیشہ کے لیے اسی میں رہیں گے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک طرف تو ابن تیمیہؒ سلف سے اجماع نقل کرتے ہوں اور پھر اس کی مخالفت کرتے ہوں؟ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی ذات سے اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔'' (۴)

یہ ایک معمولی سی کوشش تھی کہ افرادِ اُمت کو اس حقیقت سے واقف کرایا جائے اور ان کی ذہنی الجھن کو دور کیا جائے' تاکہ وہ متنبہ ہوں اور اپنی واقفیت کا جائزہ لیں اور رجوع کریں۔ اگر واقعہ اس کے برعکس ہے تو پھر ہمیں مطلع کریں' اللہ ہمیں تحقیق سے محبت دے اور اندھی تقلید اور تعصب سے نفرت دے۔ آمین!

ابن قیم کا عقیدہ کیا تھا؟

اب آیئے ابن قیمؒ کے متعلق اڑائی گئی خبر کے حوالے سے تحقیق کرتے ہیں۔ عام طور پر ابن قیمؒ کی جن کتابوں کا حوالہ دیا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ ابن قیمؒ فناء نار کے قائل تھے' ان میں سے ''حادی الأرواح الی بلاد الافراح'' نامی کتاب بھی ہے۔ اس کتاب کی چند مخصوص عبارتیں ہیں جن میں بڑے مبہم انداز میں انہوں نے فناءِ نار کے تعلق سے گفتگو فرمائی ہے جس سے دونوں معنی ظاہر ہوتے ہیں اور یہیں سے اشکالات اُبھرتے ہیں' لیکن اگر اسی کتاب کے کچھ مزید اوراق الٹ لیے جائیں تو معلوم ہوگا کہ وہ صراحت سے اس امر کے قائل ہیں کہ فناء نار کا عقیدہ بے بنیاد ہے اور اہل بدعت کا عقیدہ ہے۔ اِن شاء اللہ صفحاتِ ذیل میں یہی حقیقت واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اس مسئلہ سے متعلق اپنی کتاب ''حادی الأرواح الی بلاد الافراح'' میں باب ۶۷ کے تحت انہوں نے چار فصلوں میں تفصیل سے جنت و نار کی ابدیت پر اقوال نقل کیے۔ دوسری فصل کا عنوان ہے ''الذین قطعوا بدوام النار لھم ست طرق'' یعنی جو لوگ نار کی ابدیت کے قائل ہیں ان کے حق میں چھ دلیلیں ہیں' اور اس فصل کے آخر میں کہا: ''شرعی دلائل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ گنہگار مؤمنین کے حق میں جہنم تو ہوگی لیکن ایک معینہ مدت تک۔ اب رہے کفار تو اُن کے حق میں جہنم ہمیشہ کے لیے ہے' اور یہی مسئلہ معرکۃ آراء بنا ہوا ہے' بہر حال جو شرعی دلائل پر اکتفا کرے وہ درستی پر ہے۔''

تیسری فصل کا عنوان ہے: ''الفرق بین دوام الجنۃ والنار عقلاً و شرعا'' یعنی جنت وجہنم کی ابدیت کے درمیان فرق واضح کیا کہ جنت ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گی۔ اب رہی جہنم تو یہ فنا بھی ہوسکتی ہے اور اس نظریہ کے لیے ۲۵ دلیلیں ہیں' اور باقاعدہ انہوں نے ۲۵ دلائل نقل کیے ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ جہنم بالآخر فنا ہو جائے گی۔ دوسری طرف انہوں نے ایک فریق جو کہ دوامِ نار (جہنم کی ہمیشگی) کا قائل ہے اس کے حق میں صرف چھ دلیلیں پیش کیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ نتیجہ کیا نکلتا ہے' آخر کس فریق کے حق میں وہ صراحت کے ساتھ

اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں' لیکن نتیجہ میں وہ متردّد نظر آتے ہیں اور صراحت کے ساتھ کسی کی ترجیح نہیں فرماتے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں:

جب انہوں نے فصل کے آخر میں ۲۵ ویں دلیل پیش کی اور فوراً یوں گویا ہوئے کہ "ہر دو فریق کے جتنے دلائل ممکن تھے میں نے جمع کر دیے ہیں' اتنی تفصیل تم کو دوسری کسی کتاب میں شاید ہی ملے۔"

پھر دونوں فریقوں کے پاس ابدیت جہنم و جنت کے درمیان فرق بتایا کہ ایک طرف سلف صالحین ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ "گنہگار مؤمنین کے حق میں جہنم ابدیت کا درجہ نہیں رکھتی"۔ جبکہ دوسرے فریق کا کہنا ہے کہ "جنت کبھی فنا نہ ہونے والی ہے اور رہی جہنم تو وہ اللہ کے حوالے ﴿اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ﴾" یعنی اس کے ہاتھ میں فیصلہ ہے' وہ چاہے تو بغیر کسی تفریق کے سب کے حق میں جہنم فنا کر سکتا ہے۔ پھر اس کے بعد ایک سوال خود کرتے ہیں: "اگر کوئی پوچھے کہ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے تو جواب دوں گا کہ ﴿اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ﴾۔ جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "جنتی جنت میں داخل ہوں گے اور جہنمی جہنم میں داخل ہوں گے اور اپنا اپنا بدلہ پالیں گے' پھر اس کے بعد اللہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ بلکہ ساری مخلوق کا علم یہاں آ کر ختم ہو جاتا ہے۔"(۵)

قارئین دیکھ رہے ہیں کہ یہاں ابن قیم کا موقف واضح نہیں ہے' کیونکہ انہوں نے فناءِ نار کو اللہ کے ارادہ اور مرضی پر چھوڑا ہے۔ اس سے دو مطلب نکلتے ہیں۔ ایک یہ کہ اگر اللہ چاہے تو جہنم کو گنہگار مؤمنین کے حق میں فنا کر سکتا ہے' جیسے کہ قرآن' حدیث اور آثارِ سلف میں بے شمار دلائل موجود ہیں۔

دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے (جو یہاں زیادہ ظاہر ہے) کہ اللہ چاہے تو جہنم ہی کو سرے سے ختم کر سکتا ہے' کیونکہ وہ غفور و رحیم ہے۔

اب ظاہر ہے پہلا مطلب سلف صالحین کا موقف ہے اور دوسرا مبتدعہ کا۔

اب ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا ابن قیم نے دیگر کتب میں جہنم کی ابدیت کا صراحت سے اقرار کیا ہے یا نہیں؟ اگر بات ایسی ہے تو پھر ہم مبہم کو چھوڑ کر اس صراحت کو لیں گے۔ دُور نہیں بلکہ اسی کتاب میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ فناءِ نار کے قائلین کو مبتدع قرار دیتے ہیں(۶) بلکہ اگر میں کہوں تو اِن شاء اللہ بے جا نہ ہوگا کہ دراصل یہاں بظاہر جو تردّد نظر آ رہا ہے وہ ابن قیم کا اپنا ایک خاص اسلوب ہے کہ وہ جہاں بھی اختلاف نقل کرتے ہیں تو پوری

آزادی سے پہلے دونوں فریقوں کے اقوال کا سروے کرتے ہیں۔ اس میں اتنی آزادی برتتے ہیں کہ قاری سمجھنے لگتا ہے کہ ہر دو فریق کے پاس دلائل موجود ہیں' لیکن یہ سروے اسی حد تک ہوتا ہے کہ مسئلہ کی وضاحت ہو جائے۔ پھر اس کے بعد اپنی ژرف نگاہی سے کسی ایک قول کے حق میں فیصلہ کرتے ہیں' تا کہ فریق مخالف اگر جمود رائے اور تعصب سے خالی ہو تو اس تحقیق سے مطمئن ہو اور تسلیم کرے' یا اگر تسلیم نہ بھی کرے تو کم از کم وہ بریٔ الذمہ ہو جائیں اور مزید اس کو سوچنے کا موقع میسر ہو جائے۔

ایک جگہ وہ دوامِ نار (جہنم کی ہیشگی) کا اقرار اِن الفاظ میں کرتے ہیں:

وقد خلقت الجنة وما فيها وخلقت النار وما فيها خلقهما الله عزوجل وخلق الخلق لهما ولا يفنيان ولا يفنى ما فيها ابدا فان احتج مبتدع اوزنديق بقول الله عزوجل ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ﴾ وبنحو هذا من متشابه القرآن' قيل له : كل شيء مما كتب الله عليه الفناء بالهلاك هالك والجنة والنار خلقت للبقاء لا للفناء ولا للهلاك وهما من الآخرة لامن الدنيا۔

''جنت اور جو کچھ اس میں ہے پیدا کیا گیا ہے اور جہنم اور جو کچھ اس میں ہے اُسے بھی پیدا کیا گیا ہے' ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور ان کے لیے مخلوق کو بھی پیدا کیا' یہ دونوں (جنت اور جہنم) اور جو کچھ ان کے اندر ہے کبھی فنا نہیں ہوں گے (گویا جنت کی طرح جہنم بھی ہمیشہ ہمیشہ رہے گی) اگر کوئی بدعتی یا زندیق قرآن کی اس طرح کی آیات سے استدلال کرے: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ﴾ تو ہم جواب دیں گے کہ یقیناً جس چیز کی ہلاکت اللہ نے مقدر کر رکھی ہے وہ ہلاک ہو جائے گی' اور رہی جنت و جہنم تو یہ بقا کے لیے اور ہمیشہ رہنے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں نہ کہ فنا ہونے کے لیے' اور دوسری بات یہ کہ آیت کا مقصود دنیا سے متعلق ہے اور جنت و جہنم کا تعلق اُخروی زندگی سے ہے''۔ (۷)

ایک اور مقام پر وہ اس سے زیادہ صراحت کے ساتھ اقرار کرتے ہیں:

''اللہ نے ساری اچھی اور بہترین چیزیں جنت میں بھر دی ہیں اور ساری برائی جہنم میں بھر دی ہے اور آنے والی زندگی (اُخروی زندگی) کو ہم تین مرحلوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

(۱) ایک وہ ٹھکانہ جہاں صرف نیک لوگ ہی ہوں گے' برے لوگوں کے حق میں وہ نعمت حرام ہوگی' جہاں ساری پاک چیزیں جمع کردی گئی ہیں۔
(۲) دوسرا ٹھکانہ وہ ہے جہاں صرف اور صرف برے اور خبیث لوگ ہوں گے۔
(۳) ایک تیسرا ٹھکانہ وہ ہے جہاں برے اور نیک لوگ مل کر رہیں گے۔ یہاں لوگ اپنے اپنے برے اعمال کے مطابق اپنے مقررہ وقت تک رہیں گے۔ جو جتنا جلد اپنے گناہوں سے دھل گیا اتنا ہی جلد وہ اس سے نجات پائے گا۔

اب رہا مشرک جس کے خمیر اور عقل میں محض خباثت ہی خباثت ہے' آگ اس کو پاک نہیں کرسکتی۔ اگر وہ آگ سے نکل بھی جائے تو اس کی خباثت باقی رہے گی۔ جیسے ایک کتا ہے' اگرچہ وہ سمندر میں داخل ہو لیکن جب وہ باہر نکلے گا کیا اس کی نجاست دھل جائے گی؟ (نہیں) اسی لیے اللہ نے مشرک کے حق میں جنت حرام قرار دی۔"(۸)

الوابل الصیب میں ہمیں ماقبل سے زیادہ صراحت ملے گی:

كانت دارهم ثلاثة دار الطيب المحض' ودار الخبيث المحض وهاتان الداران لا تفنيان ودار لمن معه خبث وطيب هي الدار التي تفنى وهي دار العصاة وانه لا يبقى في جهنم من عصاة الموحدين أحد' فانهم اذا عذبوا بقدر جزائهم اخرجوا من النار فادخلوا الجنة ولا يبقى الا الدار الطيب المحض والدار الخبيث المحض

"لوگوں کے تین ٹھکانے ہوں گے۔ ایک ٹھکانہ محض پاک لوگوں کے لیے ہے اور ایک ٹھکانہ وہ ہے جس میں صرف اور صرف برے لوگ ہوں گے اور ان دونوں کو فنا لاحق نہ ہوگا۔ جبکہ تیسرا ٹھکانہ گنہگار موحدین کا ہے۔ یہ تیسرے ٹھکانے والے جب اپنی سزا کاٹ چکے ہوں گے تو یہ ٹھکانہ برخواست کر دیا جائے گا اور اس کے بعد دو ہی ٹھکانے رہ جائیں گے' ایک خالص نیک لوگوں کا اور دوسرا خالص برے لوگوں کا۔"(۹)

یہاں تک مسئلہ خوب واضح ہے کہ ابن قیمؒ جہنم کی ابدیت کے قائل ہیں۔ لیکن ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس مسئلہ میں ابن قیم کی یہی آخری رائے تھی؟

جواب میں علامہ ناصر الدین الالبانیؒ فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ ابن قیمؒ کی آخری رائے یہی تھی کہ وہ "فناء نار کے قائل تھے" تو ہم کہیں گے بالجزم دلیل پیش کرو کہ یہی آخری

رائے تھی، ورنہ یہ بات بے پر کی سمجھی جائے گی۔ (۱۰)

اسی طرح دکتور علی ناصر الفقیہی کہتے ہیں کہ ہم بالجزم نہیں کہہ سکتے کہ آخری قول کون سا ہے، لیکن اتنا ہم ضرور کہیں گے کہ جو عقیدہ اس باب میں معروف ومشہور ہے (نار ہمیشہ ہمیشہ رہے گی، کبھی فنا نہیں ہوگی اور مشرکین پر جنت حرام ہے اور جہنم ان کا ابدی ٹھکانہ ہے) بہرحال یہی عقیدہ ان کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے اور اس کے برعکس دوسرا عقیدہ ان کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی کئی وجوہات ہیں:

۱) **حادی الارواح الی بلاد الافراح**، ص۳۵۲ میں سارے اقوال نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ (**ان من کان السمع من جانبه فهو اسعد بالصواب**) "جس فریق کے پاس شرعی دلائل ہیں وہی جانب صواب ہے اور سچائی پر ہے۔"

۲) جو لوگ چند روایات کی بنیاد پر فناء نار کے قائل ہیں، یا کہیں ایک جگہ ان سے اس کے متعلق قول پایا گیا تو معلوم ہونا چاہیے کہ علماء نے ایسے اشخاص کے متعلق عذر پیش کیا ہے کہ انہوں نے جن آثار وروایات کو بنیاد بنا کر اپنی رائے قائم کی ہے وہ حقیقتاً روایۃً ودرایۃً قابل اعتبار نہیں، نتیجے میں ان کا شمار مجتہدین مخطئین کا شمار ہوگا (یعنی یہ ایک اجتہادی غلطی سمجھی جائے گی جس پر وہ معفو عنہ ہیں اور ایک نیکی کے حق دار ہیں۔)

۳) **حادی الأرواح** میں جب انہوں نے سارے اقوال نقل کیے وہیں صراحت کے ساتھ نقل کیا ہے:

"ان النار لا تفنی وانها باقية وان القول بفناءها هو من اقوال البدع"(۱۱)

اگر ابن قیمؒ کی آخری رائے معلوم کرنی ہو تو آپ کی سب سے متاخر تصنیف **منظومة نونية** پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ ایک طالب حق جب ان کی کتاب "**الفية العقيدة**" پڑھے گا تو معلوم ہوگا کہ وہ صراحت کے ساتھ دوام نار کے قائل ہیں۔

اشعار ملاحظہ ہوں: (۱۲)

فالشان للأرواح بعد فراقها ابدانها والله اعظم شان
اما عذاب أو نعيم دائم قد نعمت بالروح والريحان

اس شعر سے ہم یہ استیناس اور استدلال کر سکتے ہیں کہ ابن قیم رحمہ اللہ کا آخری قول یہی تھا کہ "نار ہمیشہ ہمیشہ رہے گی، کبھی فنا نہ ہوگی۔"

علامہ الالبانی اس کتاب کے متاخر ہونے کی دلیل پیش کرتے ہیں کہ حافظ ابن رجب الحنبلی اپنی تصنیف ''طبقات' ج ۲' ص ۴۴۸'' میں نقل کرتے ہیں:

''ابن قیمؒ کی وفات سے ایک سال قبل میں نے درس میں پابندی اختیار کی' قصیدۃ نونیۃ اور دیگر تصانیف کا اکثر حصہ اسی سال میں نے سنا جو شیخ کی موجودگی میں پڑھے گئے۔''

مزید لکھتے ہیں کہ:

''ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمارے حسنِ ظن کی تائید فرمائی' اس کے باوجود ہم ہرگز اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ ''وہ معصوم عن الخطا تھے۔ اگر واقعی اسی غلطی پر قائم تھے تو وہ اپنے اجتہادِ خطا میں ایک اجر کے مستحق ہیں'' اور ان کی لغزش معفو عنہ ہے' جیسے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اور عقائد کے وہ مسائل جن میں آثار و روایات کا اختلاف پایا جاتا ہے' اگر کسی سے رائے قائم کرنے میں تسامح ہو جائے تو معذور سمجھا جائے گا۔ اس مسئلہ کے لیے مجموع فتاویٰ ۱۹/۳۰۳-۴۲۷ اور ۱۹/۲۰-۳۶ کا مطالعہ مفید ہوگا۔ اور بعد والوں کے لیے لازم ہے اجتہادِ خطا میں پیروی نہ کریں' بلکہ اس قول کو اپنائیں جس پر قرآن و حدیث کی مہر ثبت ہو۔'' (۱۳)

اللہ ہمیں تعصب اور تقلید رجال سے بچائے۔

اسی طرح علامہ بکر بن عبداللہ ابو زید ☆ جو ابن تیمیہؒ اور خاص طور پر ابنِ قیمؒ کی ذاتی و علمی زندگی پر اتھارٹی کا درجہ رکھتے ہیں' وہ بھی اسی طرف مائل ہیں کہ ابن قیم کا آخری قول فناء نار کے تعلق سے اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ کے مطابق ہے جس کے بے شمار قرائن ہیں۔ (۱۴)

مزید ہم یہ بھی بتاتے چلیں کہ ابن قیمؒ کی طرف متفق علیہ عقیدے کو منسوب کرنا اس لیے بھی درست ہے کہ کتاب و سنت سے اس کی تائید ہوتی ہے اور بے شمار نصوص اس متفق علیہ عقیدے کو ثابت کرتے ہیں۔ قرآن سے دلائل ملاحظہ ہوں:

﴿لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا﴾ (فاطر:۳۶)

﴿وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴾ (الزخرف)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

☆ ہیئت کبار العلماء کے اہم اراکین میں سے ہیں جو علمی حلقہ میں تثبت' اتقان' اعتدال اور توازن سے موصوف و مشہور ہیں۔ (راقم حروف)

﴿كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ﴾ (النساء:٥٦)

اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا گیا:

﴿سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ﴾ (ابرٰهیم)

احادیث اس باب میں بے شمار اور واضح ہیں جیسے کہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں مذکور ہیں۔ اور دیگر محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں بے شمار احادیث نقل کی ہیں' اور یہی قول اجماعِ اُمت اور عقیدۂ اہل السنۃ والجماعۃ کے موافق ہے اور یہ ممکن نہیں کہ ابن قیم رحمہ اللہ سلف سے اجماع بھی نقل کریں اور پھر اس کی مخالفت بھی کریں۔ خاص طور پر انہوں نے ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ﴾ کی جس انداز میں تفسیر کی ہے اور شرحِ صدر کے ساتھ اس آیت کی توجیہہ بیان کی ہے اور دوامِ نار کو ثابت کیا ہے' اس کے بعد کسی طرح کا اشکال باقی نہیں رہ جاتا' واللہ اعلم!

آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں خلاصہ کے طور پر اپنے استاذ دکتور شبل حفظہ اللہ' استاذ الجامعۃ الاسلامیۃ کا تجزیہ نقل کر دوں تاکہ کوئی اشکال باقی نہ رہے۔

ابن تیمیہؒ نے متعدد مقامات پر فناءِ نار کے قائلین کو بدعتی قرار دیا' اس دعویٰ کے لیے انہوں نے مندرجہ ذیل حوالہ جات پیش کیے:

(۱) مجموع فتاویٰ (۳۰٤/۳)' (۳۰٤/۸)' (۳۸۰/۸)' (٤٥/۱۲)' (۳٤۸/۱٤)' (۳۰۷/۱۸)

(۲) منهاج السنة (۳٦/۱)

(۳) بيان تلبيس الجهمية في تأسيس بدعهم الكلامية (۱۵۷/۱)

(۴) موافقة صحيح المنقول لصريح المعقول (۱۵۷/۱'۲۲۷' ۲۲۸'۳۰۵)' (۱۲۳'۷۲/۲)

(۵) درء تعارض العقل والنقل (۳۵۷/۲'۳۵۸)' (۳٤٥/۸)

مزید یہ کہ امام ابن حزمؒ کی ایک کتاب "المراتب" ہے۔ ابن تیمیہؒ نے اس کتاب کے بے شمار مسائل پر تعقب کیا ہے' لیکن اسی کتاب میں ابن حزمؒ نے سلف صالحین سے اجماع نقل کیا کہ جہنم لافانی ہے اور ابن تیمیہؒ نے اس پر تعقب نہیں کیا۔

اب رہے امام ابن قیمؒ ' جب ان کی کتابوں کا کوئی سروے کرے گا تو اس کے سامنے

آپ کے تین موقف ظاہر ہوں گے:

پہلا موقف: عقیدہ ''فناء نار'' کی جانب شدید میلان پایا جاتا ہے' لیکن کہیں پر بھی انہوں نے صراحت سے اقرار نہیں کیا۔

اس موقف کے لیے مندرجہ ذیل کتابیں ملاحظہ ہوں: **حادی الارواح الی بلاد الافراح ' شفاء العلیل فی مسألة القضاء والقدر** اور **الصواعق المرسلة علی الجهمية والمعطلة**۔

دوسرا موقف: وہ توقف اختیار کرتے ہیں اور کسی کے حق میں صراحت سے فیصلہ نہیں کرتے۔ گزشتہ صفحات میں یہ تفصیل بیان کردی گئی ہے۔

تیسرا موقف: تیسرا موقف وہ ہے جس میں انہوں نے بالجزم جہنم کے لافانی ہونے کا اقرار کیا ہے۔ اس موقف کو ہم دو طرح سے سمجھ سکتے ہیں۔

ایک مقام پر انہوں نے تلمیحاً واشارتاً اس عقیدہ کا اقرار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ''زادالمعاد'' (۶۸/۱) اور اسی طرح سے ''**اجتماع الجيوش الاسلامية**'' ص۹۱ میں ابوزرعہ اور ابوحاتم رحمہما اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ''جنت وجہنم کبھی فنا نہ ہوں گے'' اور اس پر کوئی تعقب نہیں کیا۔

دوسرے مقام پر انہوں نے تصریحاً اقرار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: **الوابل الصيب من الكلم الطيب**' ص۴۹ اور "**طريق الهجرتين**"۔

گزشتہ صفحات میں یہ تفصیل بیان کردی گئی ہے۔

حواشی

(۱) شرح العقيدة الطحاوية از علامه ابن ابی العز الحنفی السلفی' تحقیق الشیخ امام العصر محمد ناصر الدين الألبانی السلفی' مطبع الدار الاسلامی عمان الاردن ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸م' ص ۴۳۰۔

(۲) فتاویٰ از ابن تیمیة السلفی' ج۱۸' ص ۳۰۷۔

(۳) فتاویٰ از ابن تیمیة السلفی' ج۱۸' ص ۱۹۷۔

(۴) مقدمه الصواعق المرسلة از دکتور احمد عطیه غامدی و دکتور علی ناصر الفقیهی۔

(۵) حادی الأرواح الی بلاد الافراح' ص ۳۳۵ تا ۳۷۱ از امام ابن قیم السلفی۔

(۶) حادی الأرواح الی بلاد الافراح' ص ۶۷'۶۸'۳۵۲۔

(۷) حادی الأرواح الی بلاد الافراح' ص ۶۷۔

(۸) مقدمه زاد المعاد' از امام ابن قیم السلفی' ص ۱۴' ۱۵۔

(۹) الوابل الصیب' ص ۴۹۔
(۱۰) رفع الاستار۔ حیاۃ الشیخ الألبانی از محمد بن ابراھیم الشیبانی' ج ۱' ص ۲۷۳۔
(۱۱) مقدمہ الصواعق المرسلۃ از دکتور احمد عطیہ غامدی و دکتور علی ناصر الفقیھی۔
(۱۲) العقیدۃ النونیۃ "الکافیۃ الشافیۃ" از ابن قیم' ص ۳۹۔
(۱۳) حیاۃ الألبانی وآثارہ' وثناء العلماء علیہ از محمد الشیبانی' طبعۃالدار السلفیۃ' ۱۴۰۷ھ' ۱۹۸۷م ' (۲۷۳/۱)۔ رفع الاستار لابطال أدلۃ القائلین بفناء النار' از امیر الصنعانی السلفی' تحقیق البانی' ص ۱۴۸۔
(۱۴) ابن قیم الجوزیۃ' حیاتہ وآثارہ از بکر بن عبداللہ ابوزید اورکتاب دعوۃ شیخ الاسلام ابن تیمیۃ واثرھا فی الحرکات الاسلامیۃ المعاصرۃ' از صلاح الدین مقبول احمد' ص ۲۵۶ مطبع مجمع البحوث العلمیۃ الاسلامیۃ بالھند (نیودہلی)' ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء۔

بقیہ: مطالعۂ قرآن حکیم

﴿وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾﴾ ''اور اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے اُس سے کہ جو تم کر رہے ہو۔''

قساوتِ قلبی کی یہ کیفیت اُس اُمت کے افراد کی بیان کی جا رہی ہے جسے کبھی اہلِ عالَم پر فضیلت عطا کی گئی تھی۔ اس اُمت پر چودہ سو برس ایسے گزرے کہ کوئی لمحہ ایسا نہ تھا کہ ان کے ہاں کوئی نبی موجود نہ ہو۔ انہیں تین کتابیں دی گئیں۔ لیکن یہ اپنی بدعملی کے باعث قعرِ ذلت میں جا گری۔ عقائد میں ملاوٹ' اللہ اور اس کے رسول کے احکام میں مین میخ نکال کر اپنے آپ کو بچانے کے راستے نکالنے اور اعمال میں بھی ''کتابُ الحِیَل'' کے ذریعے سے اپنے آپ کو ذمہ داریوں سے مبرا کر لینے کی روش کا نتیجہ پھر یہی نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس انجامِ بد سے بچائے۔ آمین!

فرمانِ نبوی ﷺ

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

''تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھائے''

(رواہ البخاری' عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ)